نظم

نظم کے معنی ''انتظام، ترتیب یا آرائش'' کے ہیں۔ عام اور وسیع مفہوم میں یہ لفظ نثر کے مدِّ مقابل کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد پوری شاعری ہوتی ہے۔ اس میں وہ تمام اصناف اور اسالیب شامل ہوتے ہیں جو ہیئت کے اعتبار سے نثر نہیں ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں غزل کے علاوہ تمام شاعری کو ''نظم'' کہتے ہیں۔

عام طور پر نظم کا ایک مرکزی خیال ہوتا ہے جس کے گرد پوری نظم کا تانا بانا بُنا جاتا ہے۔ خیال کا تدریجی ارتقا بھی نظم کی ایک اہم خصوصیت بتایا گیا ہے۔ طویل نظموں میں یہ ارتقا واضح ہوتا ہے۔ مختصر نظموں میں یہ ارتقا واضح نہیں ہوتا اور اکثر و بیشتر ایک تاثر کی شکل میں اُبھرتا ہے۔

نظم کے لیے نہ تو ہیئت کی کوئی قید ہے اور نہ موضوعات کی۔ چنانچہ اردو میں غزل اور مثنوی کی ہیئت میں نظمیں اور آزاد و معرّا نظمیں بھی لکھی گئی ہیں۔ اس طرح کوئی بھی موضوع نظم کا موضوع ہوسکتا ہے۔

ہیئت کے اعتبار سے نظم کی چار قسمیں ہوسکتی ہیں:

1. پابند نظم

ایسی نظم جس میں بحر کے استعمال اور قافیوں کی ترتیب میں مقرّرہ اصولوں کی پابندی کی گئی ہو، پابند نظم کہلاتی ہے۔ نئے انداز کی ایسی نظمیں بھی، جن کے بندوں کی ساخت مروّجہ ہیئتوں سے مختلف ہو یا جن کے مصرعوں میں قافیوں کی ترتیب مروّجہ اصولوں کے مطابق نہ ہو، لیکن ان کے تمام مصرعے برابر کے ہوں اور ان میں قافیے کا کوئی نہ کوئی التزام ضرور پایا جائے، پابند نظمیں کہلاتی ہیں۔

© NCERT not to be republished

2. نظم معرّا

ایسی نظم جس کے تمام مصرعے برابر کے ہوں مگر ان میں قافیے کی پابندی نہ ہو، نظم معرّا کہلاتی ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے نظم عاری بھی کہا ہے۔

3. آزاد نظم

ایسی نظم جس میں نہ تو قافیے کی پابندی کی گئی ہو اور نہ تمام مصرعوں کے ارکان برابر ہوں یعنی جس کے مصرعے چھوٹے بڑے ہوں، آزاد نظم کہلاتی ہے۔

4. نثری نظم

نثری نظم چھوٹی بڑی نثری سطروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں ردیف، قافیے اور وزن کی پابندی نہیں ہوتی۔ آج کل نثری نظم کا رواج دُنیا کی تمام زبانوں میں عام ہے۔

© NCERT not to be republished

حالؔی

(1837ء – 1914ء)

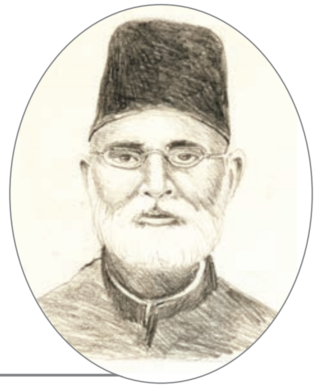

الطاف حسین حالؔی پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم وطن میں اور کچھ تعلیم دہلی میں ہوئی۔ وہ اردو کے ادبی نظریہ ساز ناقد، سوانح نگار اور صاحب طرز انشا پرداز ہیں۔ شاعر کی حیثیت سے بھی ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ ان کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اردو شاعری کو نئی راہوں پر ڈالا۔ غزل اور قصیدے کی خامیوں کو واضح کیا۔ ان کی غزلیں اور نظمیں لطف واثر کے اعتبار سے اعلیٰ درجے کی ہیں۔ ان کے کلام میں سادگی، دردمندی اور جذبات کی پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ ان کی چار اہم کتابیں 'حیاتِ سعدی'، 'مُقدمۂ شعروشاعری'، 'یادگارِ غالبؔ' اور سرسیّد کی سوانح 'حیات جاوید' ہیں۔

مولانا حالؔی شعروادب کو محض مسرّت حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے۔ وہ شاعری کی مقصدیت کے قائل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ شاعری زندگی کو بہتر بنانے میں مددگار ہوسکتی ہے اور دنیا میں اس سے بڑے بڑے کام لیے جاسکتے ہیں۔ وہ شاعری کے لیے تخیّل، مطالعۂ کائنات اور مناسب الفاظ کی جستجو کو ضروری سمجھتے تھے۔ حالؔی کو غالبؔ، شیفتہؔ اور سرسیّدؔ کی صحبت حاصل تھی جس سے ان کے تنقیدی شعور کو جلا ملی۔

حالؔی نے ایک طویل نظم 'مدوجزرِ اسلام' مسدّس کی شکل میں لکھی جس کے بارے میں سرسیّدؔ نے کہا کہ ''قیامت کے دن جب خدا پوچھے گا کہ تو کیا لایا ہے تو میں کہوں گا کہ حالؔی سے مسدّس لکھوا کر لایا ہوں۔''

4914CH16

تعلیم سے بے توجہی کا نتیجہ

جنھوں نے کہ تعلیم کی قدروقیمت   نہ جانی مسلّط ہوئی اُن پہ ظُلمت
ملوک اور سلاطیں نے کھوئی حکومت   گھرانوں پہ چھائی امیروں کے نکبت

رہے خاندانی نہ عزّت کے قابل
ہوئے سارے دعوے شرافت کے باطل

نہ چلتے ہیں واں کام کاریگروں کے   نہ برکت ہے پیشہ میں پیشہ وروں کے
بگڑنے لگے کھیل سوداگروں کے   ہوئے بند دروازے اکثر گھروں کے

کماتے تھے دولت جو دن رات بیٹھے
وہ اب ہیں دَھرے ہاتھ پر ہاتھ بیٹھے

ہنر اورفن واں ہیں سب گھَٹتے جاتے   ہنرمند ہیں روز و شب گھَٹتے جاتے
ادیبوں کے فضل و ادب گھَٹتے جاتے   طبیب اور ان کے مطب گھَٹتے جاتے

ہوئے پست سب فلسفی اور مناظر
نہ ناظم ہیں سرسبز اُن کے نہ ناشر

اگر اک پہننے کو ٹوپی بنائیں   تو کپڑا وہ اک اور دنیا سے لائیں
جو سینے کو وہ ایک سوئی منگائیں   تو مشرق سے مغرب میں لینے کو جائیں

ہر ایک شے میں غیروں کے محتاج ہیں وہ
مِکینِکس کی رو میں تاراج ہیں وہ

جو مغرب سے آئے نہ مالِ تجارت   تو مرجائیں بھوکے وہاں اہلِ حرفت
ہو تجّار پر بند راہِ معیشت   دکانوں میں ڈھونڈیں نہ پائیں بضاعت

پرائے سہارے ہیں بیوپار واں سب
طفیلی ہیں سیٹھ اور تُجّار واں سب

یہ ہیں ترکِ تعلیم کی سب سزائیں   وہ کاش اب بھی غفلت سے باز اپنی آئیں
مبادا رہِ عافیت پھر نہ پائیں   کہ ہیں بے پناہ آنے والی بلائیں

ہوا بڑھتی جاتی سرِرہ گذر ہے
چراغوں کو فانوس بِن اب خطر ہے

لیے فرد بخشئ دوراں کھڑا ہے   ہر اک فوج کا جائزہ لے رہا ہے
جنھیں ماہر اور کرتبی دیکھتا ہے   انھیں بخشتا تیغ و طبل و نوا ہے

یہ ہیں بے ہنر یک قلم چھٹتے جاتے
رسالوں سے نام ان کے ہیں کٹتے جاتے

خواجہ الطاف حسین حالؔی

مشق

لفظ و معنی

بے توجہی : دھیان نہ دینا، تعلق نہ رکھنا
مسلّط : چھایا ہوا، حاوی
نکبت : مفلسی، بدحالی، خواری

© NCERT not to be republished

ظلمت	:	اندھیرا، تاریکی
باطل	:	جھوٹ
پیشہ	:	وہ کام جو روزی کمانے کے لیے کیا جائے
فضل	:	بزرگی، مہربانی
طبیب	:	علاج کرنے والا، حکیم
مطب	:	دواخانہ
ناشر	:	پھیلانے والا، یعنی کتابیں چھاپنے والا
ناظم	:	انتظام کرنے والا، سکریٹری کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔
تاراج	:	برباد
اہلِ حرفت	:	کاریگر
تجّار	:	تاجر کی جمع، تجارت کرنے والے
معیشت	:	کاروبار، روزی، سببِ زندگی
بضاعت	:	پونجی، سامان
طفیلی	:	بِن بُلایا مہمان
مبادا	:	کہیں ایسا نہ ہو، خدانخواستہ
رہِ عافیت	:	بچاؤ کا راستہ، خیریت کا راستہ
طبل	:	نقّارہ
نوا	:	آواز
رسالوں	:	رسالہ کی جمع، فوجی دستہ

© NCERT not to be republished

غور کرنے کی بات

- کسی بھی فرد، جماعت، قوم اور ملک کی ترقی کے لیے تعلیم بہت ضروری ہے۔ دنیا کے وہی ممالک اور قومیں خوشحال اور ترقی پذیر ہیں جہاں کے شہریوں میں ہر طرح کی تعلیم اور علم و ہنر موجود ہے۔
- اس نظم میں ہندوستانی قوم کی تعلیم سے دوری کو موضوع بنایا گیا ہے اور تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ سے جو نقصانات ہوتے ہیں ان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
- یہ نظم مسدس کے فارم (ہیئت) میں لکھی گئی ہے۔ مسدّس اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ایک بند میں چھے مصرعے ہوتے ہیں۔ اس نظم میں سادہ اور سلیس زبان کا استعمال ہوا ہے۔

سوالوں کے جواب لکھیے

1. تعلیم کی قدر و قیمت کیا ہے؟
2. حکومت اور قوموں پر زوال کیسے آتا ہے؟
3. شرافت اور عزت کا معیار کیا ہے؟
4. ترکِ تعلیم کے کیا کیا نقصانات ہیں؟
5. کسی ملک اور وہاں کے عوام کی ترقّی کن چیزوں سے ہو سکتی ہے؟

عملی کام

- اس نظم کو بلند آواز سے پڑھیے۔
- نظم کے بند نمبر ایک سے چار تک خوش خط لکھیے۔

© NCERT not to be republished

- نظم کے پہلے بند کا مطلب لکھیے۔
- درج ذیل الفاظ میں سے واحد کی جمع اور جمع کی واحد بنا کر لکھیے:

ملک، سلطان، امیروں، پیشہ وروں، سوداگروں، طبیب، منظر، تجّار، رسالوں، فوج

- تعلیم کے فوائد پر ایک مضمون لکھیے۔

© NCERT not to be republished